خطاب: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ — ضبط و ترتیب: مولانا طارق علی شاہ کوہاٹی

طلبہ علوم دینیہ
مقام و ذمہ داریاں

دار العلوم حقانیہ کے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب (منعقدہ ۲۳ شوال ۱۴۱۲ھ) سے دار العلوم کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا خطاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سلک طریقاً یطلب فیہ علماً سہل اللہ لہ طریقاً الی الجنۃ

حضرت اساتذہ کرام و عزیز طلبہ! حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم نے درس ترمذی سے افتتاح فرمایا، اللہ تعالیٰ سب کے لیے مبارک فرمائے۔ انہوں نے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں خوش آمدید بھی کہا۔ اور جیسا کہ آپ نے سنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ لوگ دنیا کے مختلف حصوں سے ... اونٹوں پر سوار کہ وہ سفر کی طوالت اور لاغر پن کی وجہ سے چل نہیں سکیں گے، علم حاصل کرنے آئیں گے اور مدینہ منورہ کے باشندوں سے یہ فرمایا تھا کہ لوگ جب علم حاصل کرنے آئیں تو تم انہیں خوش آمدید کہنا اور ان سے خیر خواہی کا سلوک کرنا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ عالی کی روشنی میں ہم دار العلوم کے خادم ہونے کی حیثیت سے آپ سب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا تعلیم کے لیے تشریف لانا دار العلوم کے لیے اور آپ کے لیے مبارک فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس سفر اور دار العلوم تشریف لانے کو طلب علم اور اپنی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عظیم علماء، عظیم مجاہدین، عظیم مبلغین بنائے اور ہر صلاحیت سے آراستہ فرمائے۔ جیسا کہ دار العلوم کے فضلاء کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے نمایاں کیا ہے اور سورج کی طرح تمام ماحول پر حاوی کر دیا ہے۔ انشاء اللہ اگر آپ نے دار العلوم کی اور ان اوقات کی قدر کی تو اللہ تعالیٰ آپ کے یہاں کے قیام کو بہت خیر و برکت کا ذریعہ بنائیں گے۔

طلب علم اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے

علم کے راستہ میں آپ آئے ہیں، سفر کیا ہے، طلب علم اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ یہ توجہ پیدا کر دیں جس کو توفیق دیں اس کیلئے اس سے بڑی عظیم کوئی نعمت نہیں پھر آج اس ظلمت اور الحاد و دہریت کے دور میں

یہ اللہ کا عظیم کرم ہے کہ لاکھوں کروڑوں انسانوں میں سے ایک آدمی کو تحصیلِ علم کے لیے مخصوص فرما دیں، یہ انتخابِ خداوندی ہے کہ آپ کے لیے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ آپ کو دنیا کے پیچھے نہیں لگایا، دنیاوی مشاغل کی طرف متوجہ نہیں کیا، یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہونے کی سعادت سے نوازنا چاہتے ہیں۔

آج اگر اللہ تعالیٰ آپ کو اس غلیظ و حقیر دنیا کے پیچھے لگا دیتے اور ماں باپ کے دل میں یہ جذبہ پیدا نہ ہوتا کہ اس بچے کو دین کے لیے وقف کرنا ہے، اور ماں باپ کہتے کہ ہم تو غریب ہیں، کمزور اور بوڑھے ہیں یہ ہماری خدمت کرے، ہمارے بڑھاپے کا سہارا بنے، کچھ پیسہ کما کر لائے، کھیت میں لگا دیا ہوتا، تجارت و مزدوری میں لگا دیا ہوتا تو ہم کیا کر سکتے تھے؟ ہمارے والدین اور بڑوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ ڈال دیا کہ اس بچے کو میرے راستے میں وقف کر دو۔ یہ اتنی عظیم نعمت ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

علمِ دین افضل ہے یا جہاد؟ علمِ دین کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ بڑے بڑے ائمہ اس پر بحث کرتے ہیں کہ جہاد افضل ہے یا علمِ دین؟ جہاد اللہ تعالیٰ کے راستے میں سب کچھ قربان کر دینا ہے، لیکن امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ ایسے دو عظیم ائمہ کی رائے یہ ہے کہ اگر بہت سخت حالات آجائیں اور کوئی جہاد نہ کر سکے، ایک اسلامی ملک کفار کے قبضہ میں آجائے اور کوئی طبقہ جہاد کے لیے نہ تھا، تو ایسے وقت میں عارضی طور پر جہاد افضل ہے۔ لیکن عمومی حالات میں جب جہاد اور علم کا تقابل کرتے ہیں تو یہ دو عظیم ائمہ فرماتے ہیں کہ علمِ دین کا مقام اور فضیلت جہاد سے بھی بہت زیادہ ہے ـــــ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر وقت ایک جہاد میں مصروف کر دیا ہے۔ آپ کی نشست و برخاست، سونا جاگنا، کھانا پینا سب عبادت میں شمار کیا جائے گا۔ اور یہ مقام جب جہاد کا ہے تو یہ وقت بھی آرام و راحت کا نہیں، آپ اپنے کو جہاد میں خیال کریں۔ جہاد میں بھوک پیاس ہوتی ہے، گرمی، سردی ہوتی ہے، چارپائی اور چٹائی نہیں ہوتی۔ جب آدمی جہاد میں مصروف ہوتا ہے اور دنیا کی ہر راحت و آسائش سے دستبردار ہو جاتا ہے اسی لیے تو اس کو جہاد کہتے ہیں۔ جب یہ (علمِ دین کی تحصیل) اس سے بڑا جہاد ہے تو اس میں زیادہ تکالیف و ابتلاء سے واسطہ پڑے گا۔

علم و ابتلاء اس علم کی خصوصیت یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ آپ کو آزمائشوں سے گذاریں گے، جو اپنے کو علمِ دین کے لیے وقف کر دے پھر یہ خیال کرے کہ مجھے بنگلے ملیں گے، ایئر کنڈیشن ملیں گے، مُرغ پلاؤ ملیں گے، تو وہ یہ سمجھ لے کہ پھر علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ سُنّۃ اللّٰہ ایسی چلی آئی ہے، اللہ تعالیٰ کا تکوینی نظام ہے کہ ایک آدمی جب اس علم کے لیے وقف ہو گیا تو اللہ اس کو شدائد، امتحانات اور محن کی بھٹیوں سے گذاریں گے تب وہ ایک صحیح اور کھرا عالم بنے گا، جیسے سونے کو جب

ں میں ڈال دیا جائے تب اس کا کھرا اور کھوٹا ہونا معلوم ہوگا۔ اب اللہ تعالیٰ آپ کا کھرا کھوٹا معلوم کریں ے جس نے بہت تکالیف برداشت کیں، بہت محنت برداشت کیے، بہت فاقے برداشت کیے، آرام و حت اس کو بالکل نہیں ملا، تو میرا شرح صدر کے ساتھ یہ یقین ہے کہ مستقبل میں اللہ تعالیٰ اس کو عظیم امات عطا فرمائیں گے۔

یہ چودہ سو سال سے ہمارے طلباء و علماء کا سلسلہ اسی طرح چلا آرہا ہے کہ جو بھی عظیم امام ہے، عظیم عالم و منف ہے اس کے طالب علمی کے حالات و واقعات آپ دیکھیں تو وہ سخت تکالیف، فقر و فاقے سے بھرے ے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کا زمانہ طالب علمی

ابتداء میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت دیکھیں، جو صحابہ کرامؓ طالب علم ہوئے ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں فاقوں کی وجہ ے بیہوش ہو جاتا، لوگ آکر میری گردن پر پاؤں رکھتے اور کہتے کہ ان پر مرگی آپڑی ہے، ھُؤلاء مجانین ان پر دیوانگی طاری ہے، جنات کا سایہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مجانین نہ تھے بھوک کی وجہ سے بیہوش ہو جاتے تھے ...... پھر ان صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے کیا سے کیا بنا دیا حضرت ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھئے، ایک ایک صحابی کو دیکھیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں عالم انسانیت کا معلم بنا دیا ر کائنات کو ان کے ذریعے روشن کر دیا۔

امام بخاریؒ کا واقعہ

یہ امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ جن کی کتابیں آپ پڑھیں گے۔ امام بخاریؒ کے رائی حالات اتنے تکلیف کے تھے کہ سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، آپ سبق کے بے حد شوقین تھے۔ ہرات فضول باتوں میں وقت نہ گذارتے تھے، بڑی سے بڑی مشکل میں بھی سبق کا ناغہ نہ کرتے تھے، ایک ز سبق کو نہ آسکے، ساتھیوں نے پوچھا کہ آج حدیث کے سبق کا ناغہ کیوں ہوا؟ کہا میرے کپڑے انتہائی یلے ہو چکے تھے، پہننے کے قابل نہ تھے اور میرے پاس گھر میں اتنا بھی کپڑا نہ تھا کہ فرض حصہ کا ستر لیتا اور سبق کا ناغہ نہ کرتا، اُن کو دھویا اور اُن کے سوکھنے کا انتظار کرتا رہا، اسلئے سبق کا ناغہ ہو گیا۔ ے گھر کے برتن اور سامان بیچ کر ان حضرات نے علم حاصل کیا۔ ایسے علماء بھی گذرے ہیں کہ جنہوں نے اس وغیرہ کھا کر گذارہ کیا لیکن حصول علم دین کو نہ چھوڑا۔

اکابرین دیوبند کا زہد و استغناء

اپنے اکابرین کے سلسلہ کو دیکھئے! حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے بانی اور عظیم محدث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اللہ علیہ، یہ دونوں ساتھی تھے، دہلی اور مختلف جگہوں پر اکٹھے سبق پڑھا۔ ان پر ایسا وقت بھی آیا کہ خوراک کا

کوئی ذریعہ تھا، شام کو چھپ چھپ کر بازار چلے جاتے۔ سبزی والے دوکان بند کرتے وقت گلی سڑی سبزیاں باہر پھینک دیتے اور یہ دونوں ایک طرف بیٹھے رہتے، انتہائی خود دار اور استغنا روا لے اکابرین تھے کسی سے سوال بھی نہ کرتے تھے۔ تو جب دوکاندار چلے جاتے تو یہ دونوں حضرات اس میں سے کچھ صاف صاف الگ کرکے اس کو اُبال کر وقت گذارتے ۔۔۔ یہ دو عظیم ائمہ اکابرین دیوبند کے حالات ہیں۔ تو گویا کہ یہ سلسلہ ہی ایسا ہے کہ اس میں تکالیف ہی تکالیف ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ اور طلبۂ دارالعلوم

اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو طلب علم کے لیے مخصوص فرمالیا ہے تو اس راستے کی تکالیف کے لیے اپنے آپ کو ذہنی طور پر بھی تیار رکھنا ہوگا۔ دارالعلوم سے یہ امیدیں نہ رکھیں کہ یہاں سہولتیں اور راحتیں ملیں گی لیکن یہ ہمارا فرض ہے کہ جس قدر دارالعلوم کے بس میں ہے اور دارالعلوم کے وسائل ہیں آپ کے آرام و راحت کی فکر کریں، یہ ہمارا ایمانی فریضہ ہے۔ دارالعلوم کے ساتھ حکومتوں یا نوابوں اور امراء، وزراء کی کوئی امداد نہیں، مخلص مخیر حضرات کے چندے ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ میں اللہ تعالیٰ ہر سال دور دراز علاقوں کے طلبہ کو جمع کر دیتے ہیں۔ تو یہ طلبہ یہاں بلڈنگوں کا تصوّر لے کر نہیں آتے ورنہ بڑی بڑی بلڈنگوں والے مدارس موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیرونی آقاؤں کے احتیاج سے محفوظ رکھا ہوا ہے اور اس میں اللہ کی حکمت ہے کہ ہمیں ان راحتوں سے محروم رکھا ہوا ہے ۔۔۔ اللہ پاک دارالعلوم کو آزاد رکھنا چاہتے ہیں، اللہ پاک خود اس کا انتظام فرما دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں فقیری، غریبی اور درویشی ہے اور اگر یہاں بھی ایئر کنڈیشن ہوتے، راحتیں ہوتیں تو پھر آپ کی یہ حالت نہ ہوتی جو کہ اس وقت ہے۔

ہمارے اکابرین نے بڑی تکالیف اور اخلاص کے ساتھ یہ سلسلہ شروع کیا، اس دارالعلوم کی بناء (تعمیر) میں علماء کا بڑا حصہ ہے، یہ طلبہ اکثر اب آپ کے بڑے ہوں گے (والد، چچا، ماموں وغیرہ) اپنے اپنے علاقوں میں جا کر ان سے دارالعلوم کے حالات پوچھیں کہ انہوں نے یہاں کتنی تکلیف میں وقت گذارا ہے، اُس وقت (دارالعلوم کی) یہ عمارتیں نہیں تھیں، یہ چھوٹا سا گاؤں تھا اس کے چھوٹے چھوٹے محلے اور ان کی مسجدیں، اُن میں رہتے، رُوکھی سُوکھی روٹی کھا کر گذارہ کیا کرتے، چٹائیاں بھی نہیں تھیں، ایسے ہی راتیں گذارتے، یہ ۳۵ سال اس حالت میں گذرے ہیں۔ اب تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ حالات کچھ نہ کچھ بہتر ہوگئے ہیں۔

بہرحال ذہن کو پہلے سے تیار رکھیں کہ یا اللہ ہمیں امتحان و آزمائش میں نہ ڈالیں اور اگر آپ کو منظور ہو کہ فقر بھی ہو، غریبی بھی ہو، چارپائی و چٹائی بھی نہ ہو، کمرے میں جگہ تنگ ہو تو اس تکلیف کو ایسا سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے درجات کی بلندی کے لیے ہے۔ جیسے فوجی کو جب ٹریننگ دیتے ہیں تو اُسے صبح سویرے

اٹھاتے ہیں دوڑاتے ہیں، آ[illegible] [illegible] بیٹھتے ہیں ــــ تو اللہ تعالیٰ اب آپ کو ان مراحل سے گذاریں گے تب کہیں جاکر آپ اسلام کے عظیم علمبردار، مبلغین و مجاہدین بنیں گے۔

علماء کا مقام | تو علم کے بارے میں تو یہ ہے کہ اَلْعِلْمُ عِزٌّ لَا ذُلَّ فِيْهِ علم میں عزت ہے ذلت کسی قسم کی نہیں، عزت صرف اور صرف علماء کی ہے يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۝ (القرآن) اونچا مرتبہ صرف علماء کا ہے، یہ تمام کائنات و مخلوقات اور انسان ایک طرف، ان میں صوفیا بھی آ گئے متقین و زاہدین اور صائمین و عابدین بھی آ گئے جو دن رات عبادت میں گذارتے ہیں لیکن عالم نہیں ان سب سے آپ کا مقام اونچا ہے۔ اس لیے کہ اب آپ سے ہی دین کی بقاء ہے، انسانیت کی بقاء ہے۔ دنیا میں اگر ایک طرف سوشلزم ہے، کمیونزم ہے، کفر و الحاد اور دہریت ہے، مادہ پرستی اور دین سے بغاوت ہے تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا بھی موجود ہیں، ان ظلمتوں میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی شمع آپ کے ہاتھوں میں دینا چاہتے ہیں۔ تو اس سے بڑھ کر کوئی عزت ہے؟ اس میں ذلت تو بالکل ہے ہی نہیں، لیکن يَحْصُلُ بِذِلٍّ لَا عِزَّ فِيْهِ۔

اکابرین کا تجربہ ہے کہ علم ذلتوں سے حاصل ہوتا ہے، تحصیل علم میں عزت نہیں۔ ہمارے اکابر نے دَر دَر پر جاکر روٹی کے ٹکڑوں کی بھیک مانگ کر علم کی رفعتیں حاصل کی ہیں ــــ مسجدوں میں پڑے رہتے، مقتدیوں کی باتیں بھی سنتے، وہ برا بھلا بھی کہتے کہ چٹائیاں کیوں نہیں ڈالیں، لوٹے کہاں ہیں، استنجاء کیلئے ڈھیلے کیوں نہیں لائے! یہ سب کچھ لوگ اُن سے کرواتے اور طالب علم مجبوراً کرتے۔ یہ سب ذلتیں کس لیے اٹھائیں؟ کہ خیر کوئی بات نہیں یہ سب کچھ برداشت کرلیں گے لیکن علم دین حاصل کرکے رہیں گے ــــ تو علم ذلت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے لیکن اس کا نتیجہ پھر عزت ہی عزت ہے۔ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ ان اکابرین علماء کے ساتھ شب و روز مصروف رہیں گے اور علم حاصل کریں گے۔

صحابہ کرامؓ اور تحصیل علم | صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو علم کی قدر تھی۔ صحابہ کرامؓ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں بھی آپ سے علم حاصل کیا تھا۔ ایک حدیث کے بارے میں بھی اگر ان کو معلوم ہو جاتا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست نہیں سنی اور مصر میں وہ حدیث ہے، دمشق میں وہ حدیث ہے، اس کا استاد دمشق میں ہے، تو صحابہ کرامؓ بڑھاپے کی حالت میں بھی روانہ ہو جاتے، سفر شروع کر دیتے کہ وہ حدیث حاصل کرلیں، جیسا کہ آپ نے سفر کیا ہے۔ بلوچستان سے، افغانستان سے، وزیرستان سے اور بھی نہ معلوم کہاں کہاں سے!

ایک صحابی ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے درجہ کے صحابی ہیں، بڑا مقام ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا، دس سال آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے مسلسل آٹھ سال حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا شرف عطا فرمایا، ہزاروں احادیث اس عرصہ میں آپ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہوں گی، ان کو کیا ضرورت تھی کہ ایک حدیث کا سُننے روانہ ہو جائیں؛ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہوں نے ایک حدیث سُنی کہ قیامت کے دن زمین بالکل ہموار ہو جائے گی اور ایک سطح ہو جائے گی اور لوگوں سے کہا جائے گا کہ اپنے ظلم کا بدلہ لے لو۔ اس حدیث کے راوی ایک اور صحابی ہیں جو دمشق میں رہتے تھے۔ تو حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے کہ میں براہِ راست اُن سے یہ حدیث سُننا چاہتا ہوں ـــ تو اب انہوں نے تو آٹھ سال میں ہزاروں احادیث سُنی ہیں، تو یہ علم کا جذبہ اور قدر ہے کہ بوڑھا آدمی بھی، اُس زمانے میں سفر کی موجودہ سہولتیں بھی نہ تھیں پیدل اور اونٹوں کا سفر تھا، مدینہ منورہ سے خیبر وہاں سے تبوک، یہ تمام صحرا اور پہاڑی راستہ طے کر کے دو تین ماہ میں وہاں پہنچتا ہوگا جس کے پاس جا رہے ہیں وہ آپ سے کم درجے کے صحابی ہیں ـــ تو یہ حضرات علم حاصل کرنے میں اس بات کو نہ دیکھتے کہ یہ مجھ سے بڑا ہے یا چھوٹا ـــ ایک استاد کی خواہ کیسی بھی حیثیت ہو جب اس کے پاس علم ہے تو اس کو اپنے سے ہزار درجہ بڑا سمجھیں ـــ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ چند ماہ سفر کے بعد دمشق پہنچتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں کہ مجھے وہ حدیث سناؤ۔ یہ علم کی تحصیل کا جذبہ تھا کہ وقت ضائع نہ ہو جائے ـــ بڑا ہو یا چھوٹا لیکن جب اُس کے پاس علم ہے تو اس چیز میں وہ تم سے بڑا ہے۔ یہ جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔

علم اور مشقت شکر کریں کہ صحابہ کرامؓ نے تو ایک ایک حدیث کے لیے بڑی بڑی مشقتیں اٹھائیں اور ہمارے لیے ہزاروں احادیث اور ہزاروں علوم آپ نے ایک دار العلوم کی صورت میں جمع فرما دیئے ہیں۔ اور اس بات کا بھی شکر ادا کریں کہ روٹی تیار مل جاتی ہے، پہلے اساتذہ[1] مزدوری بھی کیا کرتے تھے، کچھ روٹی تو دکھائی کچھ گھر میں دے دی، وظیفے مانگتے ہیں ۔ ہمیں تو روکھا سوکھا جو کچھ بھی ہے دار العلوم میں تیار مل جاتا ہے، گرمی اور دھوپ میں سے اللہ تعالیٰ نے بچا رکھا ہے، چارپائی دے رکھی ہے، کمرہ ملا ہوا ہے، کتاب ملی ہوئی ہے اور پھر ایسے اساتذہ جو دن رات اسی لیے وقف ہیں ـــ پہلے تو طالب علم کو استاد کی خدمت سے فرصت نہیں ملتی تھی۔ استاد کے مویشی چرانا، کھیت میں کام کرنا، چوبیس گھنٹے ان کی خدمت کرنا،

---

[1] مولانا عبد القیوم حقانی کی تصنیف "اربابِ علم و کمال اور پیشۂ رزقِ حلال" اس موضوع پر سب سے پہلی دلچسپ اور ہر لحاظ سے مؤثر اور جامع کتاب ہے۔ (مرتب)

پھر چند منٹ کے لیے استاد سبق پڑھا دیتا، یہ بھی ان طالب علموں کی سعادت تھی، جتنی زیادہ انہوں نے ستاد کی خدمت کی اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بڑا عالم بنا دیا ـــــ آپ لوگ تو الحمدللہ اساتذہ کی خدمت سے فارغ ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے دن رات ہمہ تن فارغ کر دیا ہے، اگر ان اوقات کی پ نے قدر کی پھر تو آپ بہت بڑے خوش بخت ہیں۔

معرکۂ حق و باطل | حق و باطل کی جنگ جاری ہے خیر و شر کا مقابلہ ہے، نور و ظلمت کا مقابلہ ہے، دن رات کا مقابلہ ہے، آگ اور پانی کا مقابلہ ہے۔ اسی طرح معرکۂ حق و باطل کا سلسلہ جاری ہے ر حق کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے جاری فرمایا، اُن کو مَسجُودِ ملائکہ بنایا صرف علم کی وجہ سے، علم کی فضیلت نہ ہوتی تو آدم علیہ السلام مسجودِ ملائکہ نہ ہوتے، نعوذ باللہ پھر انسان، بیل، بھینس اور تھی میں کوئی فرق نہیں۔ طاقت و قوت اور ہر چیز میں حیوانات ہم سے بڑھ کر ہیں، ہم میں انسانیت کا شرف ہے

انسان کو علم کی وجہ سے امتیاز ملا | فضیلت علم کی وجہ سے ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ـــ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۝ پڑھیے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا ـــ ر یہ پیدا کرنا کوئی بڑی بات نہیں، اس لیے کہ صرف ربوبیت یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ ہر کسی کو پیدا کرے، گدھے کو بھی پیدا کرے، گائے بیل کو بھی، زمین و آسمان اور دیگر تمام کائنات کو بھی پیدا کرے، اس میں تو ہم سب ابر ہیں۔ تو رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۝ فرمایا، لیکن ساتھ ہی یہ فرمایا اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ کہ تم کو علم کی وجہ سے اور مخلوقات سے ممتاز کیا۔ تو وہاں صرف ربوبیت ہے جبکہ یہاں ربوبیت کے ساتھ اکرمیت بھی ہے کہ وہ (انسان) انتہائی اکرمیت، کرامت و شرافت والا ہے، اس لیے تم کو علم دیا تو اتنی بڑی چیز آدم علیہ السلام کو عطا فرمائی، اور وہ صرف ایک فن کا علم نہ تھا بلکہ سائنسدانوں، انجنیئروں اور پوری کائنات کا علم تھا لیکن وہ مسجودِ ملائکہ صرف علوم الٰہیہ کی وجہ سے ہوئے، اس لیے کہ وہ پیغمبر تھے، رہبر دین تھے، جو علوم معرفتِ حقیقی کا ذریعہ ہوتے ہیں وہ بھی ان کو ملے، اس وجہ سے وہ مسجودِ ملائکہ ہوئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آدم علیہ السلام کا وارث بنایا ہے، امام الانبیاء، خاتم النبیین کا وارث بنایا ہے۔ سی کو ہامان کا وارث بنایا، کسی کو قارون کا، کسی کو نمرود و شداد کا، کسی کو لینن کا، کسی کو گورباچوف کا، کسی کو بش کا اور کسی کو کروڑ پتیوں کا۔ کوئی ان کی طرح کروڑ پتی ہے، کوئی حکمران ہے ـــــ کیا یہ سب کچھ نہیں ہے؟ پ خوش بخت ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ حق اور انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کا وارث بنایا۔ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ ـــ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَلٰكِنْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ ، انبیاء علیہم السلام نے درہم اور دینار نہیں چھوڑے بلکہ آپ کے لیے وراثت میں علم چھوڑا ہے۔

بہرحال اہل حق کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شامل کیا ہے۔ تو تعلیم و تعلّم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ ۔ آپ کی خیریت رہبری، پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر لگا دی ہے۔ لیکن آپ کی ذمّہ داریاں بھی نازک ہیں۔ ایک تکالیف کے لیے ذہنی طور پر تیار رہنا ہوگا، اگر تکالیف آئیں تو اللہ کا شکر ادا کریں۔

تحصیلِ علم خالص اللہ کی رضا کے لیے ہو

اور دوسرے اس برداشت میں خلوص، اخلاص و للّٰہیت ہو کہ یا اللہ! تیری رضا مقصود ہے۔ اگر ذہن میں یہ تصوّر ہو کہ چونکہ میرا باپ قاضی ہے، مُحدّث ہے مفسّر ہے یا مہتمم ہے تو میں بھی مہتمم بن جاؤں گا، لیڈر بن جاؤں گا لوگ زندہ باد کے نعرے لگائیں گے۔ بڑا مصنّف بن جاؤں گا، تو یہ سب چیزیں ذہن سے نکال دیں، آج ہی سے یہ فیصلہ کرلیں کہ یہ سب چیزیں دُنیاوی ہیں ان کے لیے علم حاصل نہیں کرنا، اگر اس دھوکہ میں رہے تو سارا سفر غلط ہو جائے گا۔ یہ ساری مشقتیں اس لیے نہ اٹھائیں کہ لوگ میری دعوت کریں گے، لیڈر کہیں گے، محدّث ہو جاؤں گا مفسّر ہو جاؤں گا، مدرسہ کا مہتمم بن جاؤں گا، یہ دُنیاوی اور عارضی چیزیں ہیں، تحصیلِ علم خالص اللہ کی رضا کے لیے ہو علم دین اور احکامِ اسلام کا سیکھنا اور پھر تمام مخلوق تک پہنچانا اور سارے عالم کی ہدایت کی فکر کرنا، خالص نیت رکھیں۔

واقعات تو بہت ہیں اور وقت بھی نہیں ہے، صرف ایک واقعہ عرض ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی صرف یہی نیت تھی جس کی وجہ سے بادشاہِ وقت نے مدرسہ کو باقی رہنے دیا ورنہ وہ تو سارے مدرسہ کو ختم کر رہا تھا۔ بادشاہ یا وزیرِ اعظم بغداد آیا اور ہر طالبِ علم سے پوشیدہ طور پر دریافت کیا کہ علم کس لیے حاصل کر رہے ہو؟ کسی نے کہا کہ میرا باپ قاضی ہے (قاضی اُس زمانے میں چیف جسٹس ہوتا تھا) تو اس لیے پڑھ رہا ہوں تاکہ میں بھی قاضی بن جاؤں، اسی طرح حکومت کے دوسرے مناصب اور عہدوں پر فائز ہو سکوں۔ یہ سب سُنکر بادشاہ نے سر پکڑ لیا کہ یا اللہ! میرا تو لاکھوں روپیہ سمندر میں جا رہا ہے، چنانچہ اُس نے ارادہ کیا کہ مدرسہ کو بند کر دے ــــ آخر میں ایک طالبعلم کونے میں بیٹھا نظر آیا، بادشاہ اُس کے پاس بھی گیا اور سوچا کہ یہ بھی ویسا ہی ہوگا۔ بہرحال اس سے بھی پوچھا کہ علم کس لیے حاصل کر رہے ہو؟ اُس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اس کی رضا کے حصول کے لیے حلال و حرام کی معرفت اور سارے عالم کی ہدایت کے لیے علم حاصل کر رہا ہوں، یہ سُنکر بادشاہ نے مدرسہ کو بند کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور کہا کہ شکر ہے کہ اگر ایک طالبِ علم بھی ایسا ہو تو کافی ہے ــــ اور اسی طالبِ علم کو اللہ تعالیٰ نے حُجۃ الاسلام امام غزالیؒ بنایا۔ تو تصحیحِ نیت ضروری ہے۔

علم اور تواضع

اور تیسری چیز تواضع ہے، اپنے آپ کو بالکل مٹا دیں۔ فرعونیّت اور انانیّت کو

چھوڑ دیں۔ تو چھوٹی کو تہ بڑھائیں۔ اگر آپ نے ان چیزوں کو ختم نہ کیا تو پھر تحصیلِ علم میں اللہ کی مدد نہ ہوگی۔ یاد رکھیں عاجزی، فنا، فروتنی، تسلیم و رضا، تحصیلِ علم کے ساتھ تکبر چل ہی نہیں سکتا۔ اپنے آپ کو فنا فی العلم کر دیں اللہ تعالیٰ آپ کو آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیں گے۔ من تواضع للہ رفعہ اللہ۔ جس نے علم کے راستے میں تواضع کی اللہ تعالیٰ اس کو رفعت دیں گے۔ حقیر سے حقیر شئے کو اپنے سے اونچا سمجھیں، معمولی طالب علم کو بھی اپنے سے اچھا سمجھیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی تواضع | شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، میرا یہ یقین ہے اور اگر حلفاً کہوں تو حانث نہ ہونگا کہ وہ ایسے فنا ہو چکے تھے کہ بتدی طالب علم آتا تو اس کے لیے بھی کھڑے ہو جاتے۔ ہم انہیں زبردستی بٹھاتے تو فرماتے بیٹا مجھے اٹھاؤ، یہ طالب علم ہے اور قسم کھاتے کہ یہ مجھ سے زیادہ محترم ہے، زیادہ معزز ہے۔ اُن کے دل میں یہ راسخ ہو چکا تھا کہ ہر انسان مجھ سے زیادہ معزز ہے، یہ عالم مجھ سے علم میں زیادہ ہے، یہ طالب علم مجھ سے زیادہ عالم ہے ——— دیہاتوں کے معمولی اَن پڑھ امام جب خطوط بھیجتے تو حضرتؒ بڑے ادب سے ان کے نام خط روانہ فرماتے اور پتہ پر حضرت العلامہ مولانا کے القاب تحریر فرماتے، ناظم صاحبؒ اُن سے عرض کرتے کہ آپ جب انہیں ایسے القاب لکھتے ہیں تو اُن کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے، سب لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ دیکھو جی! شیخ الحدیث صاحب نے ہمیں حضرت العلامہ مولانا کہا ہے۔ تو حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ ناظم صاحبؒ سے فرماتے کہ نہیں یہ حضرات بڑے عالم ہیں، ہم سے زیادہ عالم ہیں ـــ تو ایسی تواضع و انکسار اور اپنے اساتذہ سے محبت، اساتذہ کا ادب و احترام ہی علم کی بنیاد اور خشتِ اول ہے۔

ضرورتِ رابطہ اور نسبتِ علم | اگر آپ نے ادب ختم کر دیا تو پھر یہ نسبت حاصل نہیں ہوگی۔ یہ نور روضۂ اقدس (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے نکلی ہے، گنبدِ خضریٰ پاور ہاؤس ہے جیسے بجلی کا پاور ہاؤس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل علیہ السلام کو نور دیا گیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ وحی پہنچایا اور اب یہ علم دین کے نور کا پاور ہاؤس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں کائنات میں موجود ہے، اور ہم اس کے ساتھ اپنا کنکشن (تعلق) جوڑنا چاہتے ہیں ——— ابھی آپ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ سے مختلف نام سنے۔ زید، عمر و ابوبکر، عبدالرحمن وغیرہ، تو حدیث سے ان ناموں کا کیا تعلق ہے؟ یہ سب کھمبے ہیں ـــ آپ جب پاور ہاؤس سے بجلی لینا چاہیں تو پہلے کھمبے لگانے پڑیں گے، اُن میں تار لگانی ہوگی، اس کے بعد ہم بجلی حاصل کر سکیں گے۔ اسی طرح دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ یہ ہمارے اور آپ کیلئے بمنزلہ کھمبے کے ہیں پھر ان کے اساتذہ پھر اُن کے اساتذہ، الیٰ آخرہٖ
اسی طرح سندات جو آپ پڑھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تاکہ کنکشن (نسبت) قائم ہو جائے

تو یہ خالص روحانی نظام ہے کہ آپ کا کنکشن ہو گا تو وہ روشنی آئے گی، علم آئے گا۔

ادب واحترام اور اگر کنکشن کاٹ دیا کہ یہ تو ہم ویسے ہی کتاب پڑھتے ہیں، یہ استاد تو ہمارے مزدور ہیں تنخواہ لیتے ہیں، تو واللہ العظیم پھر آپ عالم نہیں بن سکتے۔ یہ تو انجینئر، لوہار یا بڑھئی یا مکینک وغیرہ استاد کے بارے میں یہ تصور کرتا ہے کہ میں اس سے ایک کمال حاصل کر رہا ہوں، لیکن یہ کمال تو روحانی و معنوی ہے، آپ کو روحانی کنکشن قائم رکھنا ہو گا انتہائی تعلق و رابطہ اور عظمت واحترام سے، تب کہیں جا کر وہ کنکشن کی تار صاف رہے گی کھمبا لگا رہے اور سب کچھ حاصل ہو گا۔ غبی سے غبی طالب علم جو کہ اساتذہ کا ادب کیا کرتے تھے، انکی خدمت کیا کرتے تھے، اپنے آپ کو بالکل مٹا رکھا تھا، مدرسہ کے ساتھ محبت تھی، ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے بڑے بڑے کام لے لیے آج وہ دین کی بڑی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور انتہائی ذہین، چالاک طلبہ جو بہت اُچھل کود کیا کرتے تھے، اُستاد کو اُستاد نہیں سمجھتے تھے، کتاب کو کتاب نہیں، مدرسہ کو مدرسہ نہیں مہتمم کو مہتمم نہیں سمجھتے تھے، واللہ میں نے ایسے ذہین طلبہ کو دیکھا ہے کہ جب یہاں سے گئے ہیں در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں

یہاں دارالعلوم میں آج سے دو سال پہلے ایک طالب علم تھا انتہائی ذہین اور استعداد والا لیکن تھا گستاخ اور بے ادب! پورے درس نظامی پر اس کو عبور حاصل تھا، اُس کی ذہانت اور ذکاوت قابل رشک تھی، فراغت کے بعد میرے پاس آیا کہ ایک سفارشی خط دے دیجیے سکول ماسٹری کیلئے، میں نے کہا بدبخت! تو تو بہت بڑا عالم بن سکتا ہے، تجھے کسی مدرسہ میں بھیج دیتا ہوں، یہ کام بالکل نہیں کرنا، تجھے تدریس کے لیے کسی مدرسہ میں بھیجتا ہوں، یہاں ہمارے ہاں تدریس شروع کر دو ورنہ تمہاری صلاحیتیں ضائع ہو جائیں گی۔ وہ نہ مانا اور کہا جی یہ نہیں ہو سکتا، میں نے کہا آخر وجہ کیا ہے؟ کہا مجھے اس کام سے نفرت ہے، میں تدریس نہیں کروں گا، مجھے کہیں سکول ماسٹر لگوا دیں ـــــ ایسے بے شمار واقعات ہیں، اللہ کریم ایسے لوگوں کو محروم کر دیتے ہیں۔

اور آخری گذارش یہ ہے کہ اپنے اس قیمتی وقت کی قدر کریں، اگر خدانخواستہ آپ نے یہ وقت ضائع کر دیا تو پھر اس کی تلافی نہ ہو سکے گی خصوصاً دورۂ حدیث والوں پر تو بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، پہلے طلبہ پریشان ہوتے تھے کہ حوائج ضروریہ بھی نہ ہوتی تھیں۔ لیکن اب تو وہ ذوق و شوق باقی نہیں رہا، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی وہ ذوق شوق نصیب فرما دیں۔

پھر ایک بات یہ بھی ملحوظ رہے کہ دارالعلوم کسی کا ذاتی نہیں، ملک و بیرونِ ملک کے مخلصین ہیں جو آپ کی ضروریات کی تکمیل کے لیے تعاون کرتے ہیں، آپ سب کے لیے مغفرت، رفع درجات اور حلِ مشکلات کی دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان مہربانوں، سرپرستوں اور معاونین کے ساتھ اپنی وسعتِ رحمت کے شایانِ شان معاملہ فرما دے۔ آمین ثم آمین